حضرت مولانا عبدالرحمان عزیز الٰہ آبادی

(قسط ۶)

تحفۂ معراج کی اہمیت

چوری چوری کرنا بھی ظلم کے قبیل سے ہے، اور چور دو طرح سے ظلم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اوّلاً وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے کہ معصیت کا مرتکب ہو کر اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالتا ہے ـــ دستکاری، کاشتکاری یا کسی قسم کی کاریگری سے وابستہ ہو کر حلال روزی کا دروازہ نہیں کھٹکھٹاتا بلکہ چوری کا عادی ہو کر کسب حرام کا اہتمام کرتا ہے ــ جبکہ دینِ اسلام کسبِ حلال کا حکم دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ" (بیہقی، طبرانی)

"ایک اہم فرض (عبادت) کے بعد دوسرا فرض جائز اور حلال طریقے سے روزی کمانا ہے!"

طبرانی کی دوسری روایت میں ہے:

"طلب الحلال واجب علیٰ کلّ مسلمۃ"

"حلال مال کمانا ہر مسلمان پر واجب ہے"

اسلام حرکت و عمل، اور روزی کے حصول کے لیے تگ و دو کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ہاتھ پاؤں ہلانے پر قادر شخص بیکار بیٹھ کر دوسروں پر بوجھ بنا رہے ـــ خود تو محنت نہ کرے اور دوسروں پہ آس لگائے رکھے۔

ثانیاً: چور اپنے علاوہ دوسروں پر بھی زیادتی کرتا ہے کہ ان کا وہ مال چھین لیتا ہے جس کے حصول میں انھوں نے مشقت اٹھائی، دن رات ایک کیے ـــ محض اس لیے یہ مشقت اٹھائی کہ ان کا اور ان کے اہل و عیال کا پیٹ چلتا رہے۔

لیکن چور ان کے خون پسینے کی کمائی چرا کر لے جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لوگوں کے دلوں پر اس کی ھیبت بیٹھ جاتی ہے، لوگوں کو صبح و شام دھن دولت کی فکر کھائے جاتی ہے اور اپنی جان کا کھٹکا الگ لگا رہتا ہے۔ کیونکہ چور کبھی طاقت استعمال کرتا ہے اور کبھی ہتھیار اٹھا لیتا ہے ـــ کبھی یہ دیکھ کر کہ مزاحمت ہوگی، سختی و درشتی سے کام لیتا ہے ـــ جس کے نتیجہ میں انارکی، بدامنی اور فتنہ و فساد کا دور دورہ ہوتا ہے۔ رعیت کے ساتھ ساتھ حکومت بھی پریشان ہو جاتی ہے اور اسے چوکیداری، پہریداری وغیرہ پر توانائی صرف کرنا پڑتی ہے ـــ چنانچہ ہر کوئی جانتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں کس قدر جانکاہی، جگر سوزی اور دھن دولت کی بربادی لازم آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چوری کے انسداد کے لیے اللہ رب العزت نے قطع ید کا حکم صادر فرمایا:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً ۢبِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" (المائدۃ: ۳۸)

"اور جو چوری کرے، مرد ہو یا عورت، ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کے فعلوں کی سزا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔"

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں:

"لعن اللہ السارق یسرق البیضۃ فتقطع یدہ ویسرق الحبل فتقطع یدہ" (متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ باب قطع السرقۃ)

"چور پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ـــ "بیضہ" چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔"

حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں، "بیضہ" سے مراد لوہے کا خود ہے، اور رسی کی مالیت تین درہم ہوتی تھی۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ڈھال چرانے پر ہاتھ کاٹے جانے کی سزا سنائی، جس کی قیمت تین درہم تھی۔

ناپ تول میں کمی

ناپ تول میں کمی کا فعل بھی حد درجہ گھٹیا، قبیح و ذلیل فعل ہے اور ظلم کی اقسام میں سے ایک ــــ بلکہ یوں کہیے کہ یہ بد دیانتی، بے رحمی، بے مروتی، ناشکری اور پستی کی انتہا ہے! ــــ اس کے برعکس ایک دوسرے پر رحم دلی اور ہمدردی اسلامی اخوت کا اہم ترین تقاضا ہے ــــ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا، ہر انسان کو دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے، خوش اسلوبی سے لین دین کرنے اور نیک سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔ ایمان کے علاوہ شرافت کا بھی تقاضا یہ ہے کہ انسان، لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں مخلص رہے، ان کے ساتھ دھوکہ فریب نہ کرے اور ان کے حقوق میں کمی کا مرتکب نہ ہو۔ ناپ تول، پیمائش میں کمی نہ کرے، کیونکہ یہ مہلک گناہِ کبیرہ ہے۔ چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا کہ یہ مشرک قوم اپنے شرک پرستزاد، لوگوں کے ساتھ ناپ اور تول میں کمی کی مرتکب تھی، جس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں تیز آواز میں بتلا کیا اور انھیں زمین میں دھنسا دینے کی سزا سنائی [1] ــــ یہ اس لیے کہ یہ جرم جملہ آسمانی مذاہب میں بدترین گناہ ہے اور انسانی قوانین بھی اس کی تائید کرتے ہیں ــــ خود عقلِ سلیم اور طبعِ مستقیم اس فعل کو پسند نہیں کرتی، اور جس طرح توحید کا عقیدہ انسانوں کا فطری عقیدہ ہے، اسی طرح ہر قسم کے ظلم و زیادتی سے گریز کرنا اور اس کو عیب جاننا بھی فطرت کا منشا و تقاضا ہے ــــ مزید برآں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام و ملل کے احوال و واقعات تفصیلاً بیان فرمائے ہیں کہ کس طرح ان کے برے اعمال کی پاداش میں ان پر شدید ترین مہلک عذاب آئے، تاکہ امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) انھیں پڑھ کر، ان پر غور و فکر کرتے ہوئے عبرت پکڑے اور درستگیٔ اعمال کی کوشش کرے۔

حضرت شعیبؑ کی قوم کی اس بدروش (ناپ تول میں کمی وغیرہ) اور پھر اس کے

---

[1] قرآن مجید میں ان پر آنے والے عذاب کے بارے کسی مقام پر "صاعقة" (کڑک اور بجلی) کسی مقام پر "الرّجفة" (زلزلہ)، کسی جگہ "صیحة" (چیخ) اور کسی مقام پر "عذابُ یومِ الظُّلة" کے الفاظ وارد ہیں، مزید تفصیل کے لیے سورۂ اعراف آیت ۸۵ تا ۹۳ ــــ سورۂ ہود، آیت ۸۴ تا ۹۴ ــــ سورۃ الشعراء، آیت ۱۷۷ تا ۱۹۰ ــ سورۃ العنکبوت، آیت ۳۶ ـ ۳۷ ملاحظہ فرمائیں ــ بخوفِ طوالت واقعات کا تذکرہ نہیں کیا جا رہا!

انجام کی اطلاع دینے کے علاوہ براہِ راست بھی قرآن مجید نے اس امت کو اس گھناؤنے کاروبار کی وعید سے آگاہ فرمایا ہے — ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝" (التطفیف: ۱تا۶)

"ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ویل ہے۔ جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں، اور جب انھیں ناپ کر دیں یا تول کر دیں تو کم دیں۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ وہ اٹھائے بھی جائیں گے، ایک بڑے (سخت) دن میں، جس دن (کہ تمام لوگ) رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے!"

حضرت سدیؒ کہتے ہیں، اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں ابوجہینہ نامی ایک ایسا شخص بھی تھا جس کے پاس دو پیمانے تھے، ایک سے لیتا تھا اور دوسرے سے دیتا تھا — تب یہ آیات نازل ہوئیں کہ ان لوگوں کے لیے ویل ہے[1] جو لوگوں سے لیتے وقت پورا پورا، بلکہ (بس چلے تو) زیادہ بھی وصول کرتے ہیں، لیکن جب اپنا مال ناپ یا وزن سے دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں — کیا یہ لوگ، جو اس حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں جانتے نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے؟ یہ دن نہایت عظیم اور ہولناک ہوگا، اس دن لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے — اور اپنی قبروں سے ننگے اور بے ختنہ اٹھیں گے، اسی حال میں ان کا حشر ہوگا۔ ان میں سے ایسے ہوں گے جو بجلی جیسی تیزی سے (پل صراط پر سے) گزر جائیں گے، بعض پیدل گزریں گے، کچھ منہ کے بل گرتے

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

"الویل وادٍ فی جھنّم"

"ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے" (روح المعانی ص۲۷)

پڑتے جائیں گے، بعض اٹھتے لرزتے کانپتے اور لڑکھڑاتے ہوئے چلیں گے اور کچھ منہ کے بل گھسٹتے ہوئے چلیں گے —— ان کی یہ ہیئت کذائی ان کے اعمال کی بدولت ہوگی، یہاں تک کہ وہ رب کے حضور حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے۔ اور جیسا ان کا عمل ہوگا، اس کے مطابق انہیں نیکی اور بدی کی جزا و سزا ملے گی۔"

پانچ باتیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"اے مہاجرین کی جماعت، پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ تمہارے ان میں مبتلا ہونے سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں:

۱۔ جس قوم میں فحش کاری عام ہوگی اور وہ کھلم کھلا بے حیائی کا ارتکاب کرے گی، ان میں طاعون اور ایسی وبائیں پھیلیں گی کہ ان سے پہلے لوگوں میں کبھی نہ پھیلی ہوں گی۔

۲۔ جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی، وہ قحط سالی اور محنت و مشقت میں مبتلا ہوگی اور حکام اس پر ستم کے پہاڑ توڑیں گے۔

۳۔ جو قوم اموال کی زکوٰۃ نہیں دے گی، وہ بارش کے قطروں سے محروم رہے گی۔ چنانچہ اگر ان کے مویشی نہ ہوتے تو ان پر آسمان سے ایک قطرہ بھی پانی کا نہ گرتا۔

۴۔ جو قوم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا ہوا عہد توڑے گی، اللہ تعالیٰ اس پر غیروں میں سے ایسے دشمن مسلّط فرمائے گا جو ان کا سب کچھ چھین لیں گے۔

۵۔ جس قوم کے ائمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں گے اور اس کے نازل کردہ احکام کی تعمیل نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ اس قوم کے اندر شدید باہمی جھڑپیں اور لڑائیاں پیدا کر دے گا۔

چنانچہ اگر تم بھی ان خصلتوں میں مبتلا ہو گئے تو تمہارا حشر بھی انھی جیسا ہوگا! —— العیاذ باللہ!

(جاری ہے)